فکر و نظر............ اسلام آباد   جلد: ۴۴   شمارہ: ۳

مولوی غلام حسین قریشی (ساہو والا، ضلع سیال کوٹ)

(چند قلمی آثار اور فارسی نمونۂ کلام)

ڈاکٹر عارف نوشاہی☆

مولوی غلام حسین قریشی، مقیم ساہو والا، ضلع سیال کوٹ تیرہویں صدی ہجری کے اواخر اور چودہویں صدی ہجری کے پہلے ربع میں عربی، فارسی اور اردو کے ایک فاضل مصنف، شاعر اور کاتب گذرے ہیں۔ ان کے حالات پر واحد دست یاب مأخذ ایک مختصر فارسی رسالہ *ثمرۂ شجرۂ طین* ہے جسے پروفیسر محمد اقبال مجدّدی صاحب نے ایک قلمی نسخے کی مدد سے مرتّب کرکے شائع کیا ہے۔[۱]

ثمرۂ شجرۂ طین ساہو والا کے ایک علمی خاندان کے چند افراد کی مشترکہ کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اس کا کچھ مواد مولوی محمد شمس الدین (م ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۶ء) کے دو بیٹوں محمد شہسوار الدین احمد (م۱۳۲۱ھ/۱۹۰۳ء) اور محمد شہنواز الدین احمد (زندہ ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۷ء) نے تیار کیا جسے ہمارے ممدوح مولوی غلام حسین قریشی نے ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں از سرِ نو مرتّب کر کے تاریخی نام *ثمرۂ شجرۂ طین* دیا[۲] اور اس پر ایک بے نُقط (بہ صنعت مہملہ) دیباچہ تحریر کیا۔[۳] *ثمرۂ شجرۂ طین* قاضی رحیم الدین قریشی اسماعیلی اور ان کی اولاد کا مختصر تذکرہ ہے۔ قاضی صاحب عہدِ عالمگیر (۱۰۶۹-۱۱۱۸ھ/ ۱۶۵۸-۱۷۰۷ء) میں سلطان پور، جلال آباد (افغانستان) میں متعین تھے۔ بعد میں تبدیل ہو کر وزیرآباد (پنجاب) چلے آئے اور بقیہ عمر وہیں گذاری۔ مولوی غلام حسین قریشی کا شجرۂ نسب قاضی رحیم الدین تک چھ درمیانی واسطوں سے اس طرح پہنچتاہے: غلام حسین بن نور احمد بن محمد رمضان بن غلام محمد بن شیخ احمد بن محمد مسلم بن عبدالغنی بن قاضی رحیم الدین قریشی اسماعیلی۔[۴]

جیسا کہ ذکر ہوا یہ خاندان افغانستان سے پنجاب آیا اور یہاں ساہو والا، ضلع سیال کوٹ اور دیگر قصبوں میں آباد ہوا۔[۵] اس خاندان میں طبابت موروثی تھی اور کم از کم مذکورہ آٹھ پشتیں صاحب ِعلم و حکمت تھیں۔ مولوی غلام حسین نے شرح مواقف (قلمی، پنجاب یونی ورسٹی، شمارہ ۹۰۲۸) کے ترقیمے میں اپنے اجداد کے ناموں کے ساتھ جو القاب تحریر کیے ہیں وہ ان کا علمی مرتبہ بیان کرتے ہیں۔ ہمیں اس خاندان کے ایک فرد مولوی غلام حسین قریشی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے جو مخطوطات پنجاب یونیورسٹی، لاہور کے مرکزی کتب خانے میں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے، ان میں سے بعض کے

☆ ادارۂ معارف نوشاہیہ، ۶۹ ماڈل ٹاؤن ہمک، اسلام آباد anaushahi_2000@yahoo.com

DMHL

ترقیمے بے حد علمی اور معلوماتی نوعیت کے ہیں، جن سے کاتب (مولوی غلام حسین) کی علمیت اور حسن ذوق کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ مخطوطات یک جا دیکھ کر خیال گذرا کہ اگر اس فاضل شخص کے حالات اور دست یاب مخطوطات کے ترقیمے اور ان سے مأخوذ معلومات کو یکجا مرتّب کر دیا جائے تو شاید پنجاب کی علمی تاریخ پر کام کرنے والوں کے لیے مفید ثابت ہو۔

مولوی غلام حسین کے حالات

مولوی غلام حسین کے حالات زندگی کو ہم نے دو حصّوں میں تقسیم کیاہے، ایک وہ حالات جو ثمرۂ شجرۂ طین میں آئے ہیں یا اس کے فاضل مرتّب محمداقبال مجدّدی صاحب نے حواشی میں لکھے ہیں؛ دوسرے وہ جو مولوی صاحب کی کتابت کردہ کتابوں کے ترقیموں سے مأخوذ ہیں۔

الف: ثمرۂ شجرۂ طین سے مأخوذ حالات

''علمِ ادب اور طب اپنے والد [حکیم نوراحمد، متوفی ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء] سے پڑھے، حدیث مولانا مولوی غلام محمد بگوی [۱۲۵۵-۴ جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ / ۱۸۳۹-۱۹۰۰ء] اور شیخ المشائخ عبداللہ غزنوی [۱۲۳۰-۱۲۹۸ھ / ۱۸۱۵-۱۸۸۱ء] اور منطق مولانا مولوی فیروز الدین اور حکمت مولانا حیات گل اور ان کے استاد مولانا مولوی محمد عبداللہ سکندر پوری سے پڑھی۔ آپ [یعنی مولوی غلام حسین] اپنے بزرگوں کا نام بے حد زندہ کرنے والے ہیں۔ شعر گوئی کی طرف بھی میلان رکھتے ہیں۔ اس رسالہ [ثمرۂ شجرۂ طین] میں جو عربی اور فارسی تاریخیں درج ہوئی ہیں وہ انھی کی کہی ہوئی ہیں۔ وہ اپنا قیمتی وقت طلباء کی تدریس اور امراء و غرباء کے علاج میں صرف کرتے ہیں۔ آپ متواضع، غریب خُو، متحمل مزاج اور میانہ رَو ہیں۔ آپ کے تین بیٹے ہیں، ایک محمد شریف جو اسم بامسمیٰ ہے۔ اس نے مطوّل تک درس پڑھا ہے۔ صلاحیت، راست روی اور فن معالجہ میں بفضل خدا شہرۂ آفاق ہے۔ اس کے مکارم اخلاق اور مقبولیت دراصل اس کے جدّ بزرگوار [حکیم نور احمد] کی دعاؤں کا نتیجہ ہے؛ دوسرا بیٹا ظہور الدین ہے۔ وہ بھی نیک آثار کا نمونہ ہے اور مروّجہ علوم پڑھنے میں مصروف ہے اور قیافہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذہین اور فہیم ہے؛ تیسرا بیٹا عبدالحکیم ابھی شیر خوار ہے اور فراست کی روشنی اس کے ماتھے سے عیاں ہے......''(۶)

پروفیسر مجدّدی صاحب نے ثمرۂ شجرۂ طین کے حاشیے میں جو معلومات فراہم کی ہیں وہ بلفظہ یہ ہیں۔ میں نے اپنی طرف سے کچھ وضاحتی کلمات بڑے بریکٹ [ ] میں لکھ دیے ہیں:

''مولانا غلام حسین کے مفصّل حالات نہیں ملتے۔ ساہو والا، سیال کوٹ میں مقیم تھے۔ عربی،

فارسی اور اردو میں نہایت بلیغ شعر کہتے تھے۔ فارسی اور اردو میں ''غلام'' تخلص کرتے تھے۔ ان کا تصنیف کردہ منظوم اردو قصّہ بلالؓ مولانا عبدالرشید سیالکوٹی مدّظلہ کے کتب خانے [دارالنوادر، لاہور] میں موجود ہے۔ اس قصے کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے:

حمدِ خدا، نعتِ شفیع اُمم　　دونوں میں قاصر ہے زبانِ قلم
مدح کا حق ہو نہیں سکتا ادا　　خامشی یاں ہوتی ہے حد ثنا

اختتام:

سال رقم کے لیے اے ہوشیار　　''قصہ عجیب ختم ہوا'' کر شمار
۱۳۲۲

۱۴۰ شعر، ۶ ورق، ۱۵سطر، خطی نسخہ بخط صاحب ترجمہ (مولانا غلام حسین)۔ مولانا غلام حسین کے ہاتھ کا لکھا ہوا حضرت سید احمد شہیدؒ کے مکتوبات کا نہایت عمدہ نسخہ [مملوکہ سید انور حسین نفیس رقم، لاہور، مطبوعہ سید احمد شہید اکیڈمی، لاہور] راقم کی نظر سے گذر چکا ہے جس کے ترقیمے میں انہوں نے اپنا نام اس طرح لکھا ہے: ''ابوالظفر عبید اللہ غلام حسین ۱۳۰۱ھ''۔ مولانا مرحوم کے ہاتھ کی مکتوبہ قریباً بیس کتابیں راقم الحروف کی نظر سے گذر چکی ہیں جو فن خوش نویسی کے علاوہ صحتِ کتابت کے اعتبار سے نہایت اہم ہیں۔ مولانا غلام حسین کے کچھ خطوط مولانا عبدالرشید، لاہور اور سید نور محمد صاحب [قادری مرحوم، چک ۱۵ شمالی، ضلع منڈی بہاء الدین] کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ مولانا غلام حسین کا مصنّفہ مرثیہ جو انھوں نے اپنے کسی استاد کی وفات پر لکھا تھا، سید نور محمد صاحب کے ذاتی کتب خانہ میں محفوظ ہے''۔(۷)

مولوی غلام حسین کے والد حکیم مولوی نور احمد بھی فاضل شخص تھے، فارسی کے عمدہ نثر نویس، شاعر اور بڑے کہنہ مشق خطاط تھے۔ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا رسالہ رشیدیہ مصنفہ مولانا عبدالرشید جون پوری، مولانا عبدالرشید کے کتب خانہ دارالنوادر، لاہور میں موجود تھا۔ اس کا ترقیمہ اس طرح ہے: ''بلطفہ وحسن توفیقہ بیدِ نور احمد بن محمد رمضان بن حافظ غلام محمد غفراللہ لہ والوالدیہ ۱۲۵۵ھ''۔ ان کے مختصر حالات ثمرۂ شجرۂ طین میں دیکھے جاسکتے ہیں۔(۸)

مولوی غلام حسین کے علمی کارنامے

ا۔ثمرہ شجرۂ طین

مولوی صاحب کا سب سے اہم کارنامہ اپنے خاندان کی مختصر تاریخ اور بزرگوں کے حالات کی تدوین، تسوید اور ترتیب ہے جو ثمرۂ شجرۂ طین کے نام سے محفوظ ہے؛ اس کا ترقیمہ

حسب ذیل ہے:

''ما قصدہ و سودہ الفاضل محمد شہسوار الدین و مولانا مولوی محمد شہنواز الدین وبعد ھذا یقول متبع سنۃ سید الکونین تراب النعلین عبیداللہ غلام حسین تجاوز اللہ عن سئیاتہ [کذا: سیآتہ] و رزقہ نیل مرضاتہ فی الدارین کہ حضرتین مرحومین مولوی محمد شہسوارالدین احمد و مولوی محمد شہنواز الدین نبذی ازحالات پیشینیان و پسینیان کہ بر اوراق متفرقہ مسودہ نمودہ بودی، راقم آثم متفرقات ہر دو را فراہم نمودہ شاہدِ مضامین را پیرایۂ عبارت جدید پوشانیدہ،ہدیۂ احباب ساخت تا من اوّلہ الی آخرہ بہ یک گونہ و یک نمونہ جلوۂ تقریربخشد،بی آن کہ تصرّفی و تغیرّی دراصل مطلب راہ یابد۔ واگر حیات چند روز وفا نمود بعونہ تعالی این شجرہ را آب و رنگ تکمیل تازہ خواہد داد۔ **وما ذلک علی اللہ العزیز**.''

اس کے بعد سات شعروں کا قطعہ ٔتاریخ خود ہی کہا ہے، تاریخ والا شعر یہ ہے:

چون کہ سال رقم شجرہ طلب کرد غلام

''ثمرۂ شجرۂ طین'' گفت جوابم ادراک

۲ ۱۳۲ ۱

مولوی غلام حسین نے مذکورہ ترقیمے میں بشرط زندگی اس شجرہ کی جدید تکمیل کا جو ارادہ ظاہر کیا ہے، معلوم نہیں وہ پورا ہو سکا یا نہیں۔ پروفیسر مجدّدی صاحب نے بھی اس بارے میں لاعلمی ظاہر کی ہے۔[۹]

۲۔ قصہ بلالؓ، اُردو

منظوم قصہ ہے جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔

پنجاب یونی ورسٹی لائبریری میں مخطوطات:

ہمیں ۲۰۰۳ء میں پنجاب یونی ورسٹی لائبریری لاہور میں مخطوطات کی فہرست نگاری کرتے ہوئے مولوی غلام حسین قریشی کے کتابت کردہ بعض عربی اور فارسی قلمی نسخے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان کے ترقیمے بے حد معلوماتی اور پختہ کاری کا نمونہ ہیں۔ یہاں ان تمام مخطوطات کے ترقیمے اور کاتب کی مہریں اور ان نسخوں پر ان کے ہاتھ سے لکھی ہوئی یادداشتیں نقل کی جاتی ہیں۔ نقل کے دوران دو اصطلاحوں کا استعمال باربار ہو گا۔ ان کی وضاحت ضروری ہے۔ ایک ''ظہریہ''، اس سے مراد یہاں

زیر بحث قلمی نسخہ کے پہلے ورق کی پیشانی ہے۔ دوسری ''ترقیمہ''، اس سے مراد یہاں زیر بحث قلمی نسخہ کا وہ آخری ورق ہے جہاں کاتب نے اپنا نام اور نسخے کی تاریخ کتابت وغیرہ لکھی ہے۔

مولوی غلام حسین قریشی کے کتاب کردہ ان نسخوں پر ''صدیقی کتب خانہ، پروپرائٹر شیخ محمد احسان الحق صدیقی، مستعملہ کتب فروشی، اندرون لوہاری منڈی، لاہور'' کی مہر ثبت ہے۔ گویا یہ نسخے اس کتب خانے کے ذریعے پنجاب یونی ورسٹی کو فروخت ہوئے ہیں۔ پروفیسر مجدّدی صاحب نے ثمرۂ شجرۂ طین کے مقدّمے میں مولوی صاحب کے کتابت شدہ بیس مخطوطات دیکھنے کا ذکر کیا ہے۔ قیاس ہے کہ یہ وہی مخطوطات ہوں گے، لیکن پروفیسر صاحب نے کسی نسخے کی تفصیل مہیا نہیں کی، لہذا ذیل کی سطور میں جو کچھ پیش کیا جا رہاہے وہ بالکل تازہ مواد ہے۔

مضمون کے پہلے حصے میں ان مخطوطات کا تاریخ کتابت کے اعتبار سے ذکر کیا جاتا ہے جو مولوی غلام حسین کے کتابت کردہ ہیں۔ اس حصے کے اختتام پر دو ایسے مخطوطات کا ذکر ہے جو مولوی صاحب کے کتابت کردہ تو نہیں ہیں، لیکن ان سے یا ان کے خاندان سے متعلق ضرور ہیں۔ مضمون کے دوسرے حصے میں مولوی صاحب کے فارسی کلام کا نمونہ درج کیا گیا ہے جس کی وضاحت اپنے مقام پر آئے گی۔

مخطوطہ: ۹۲۴۶

مطلع الانوار، امیر خسرو، بہ خط نستعلیق، ترقیمہ: ''بہ اتمام رسید نسخۂ مبارک و مفید گنجینۂ اسرار یعنی مطلع الانوار، بہ روز پنج شنبہ، بہ تاریخ چہارم شہر محرّم ۱۲۷۶ موافق بیستم ماہ بھادوں سمت...... [کرم خوردہ]۔ منقول است از نسخۂ مرقومۂ میاں غلام قادر مرحومہ [کذا] ساکن کوٹ وارث، و اوشان منقول کردہ از نسخۂ مرقومہ ٔ میاں محمد حسین مرحومہ [کذا] ساکن موضع گاجر گولہ کہ از چندین...... [کرم خوردہ، بظاہر: نسخہ] بہ صحت رسانیدہ بودند۔ اغلب کہ این چنین نسخۂ صحیحہ کمیاب باشد۔ واللہ اعلم بالصّواب۔ راقم این رقیمہ فقیر حقیر پُر تقصیر غلام حسین...... بہ جہت خواندن خود بہ قلم کثر مثر رقم تحریر یافت۔''

اس ترقیمہ میں میاں محمد حسین ساکن گاجر گولہ، ضلع حافظ آباد، پنجاب کا ذکر ہوا ہے، غالباً یہ وہی بزرگ ہیں جن کی تصانیف سے فارسی مثنوی وقائع پنوں شائع ہو چکی ہے۔ وہ خوشنویس بھی تھے اور ان کی کتابت کردہ کتب *سبحۃ الابرار*، *مجمع الصنائع*، *تحفۃ الاحرار* اور *گلستان* چند سال پہلے تک موجود تھیں۔(۱۰) انھوں نے ۱۲۲۵ ھ میں وفات پائی۔

مخطوطہ: ۹۰۴۷

قوانین صرف فارسی، تصنیف عبدالواسع ہانسوی، ترقیمہ: ''تمام شد رسالۂ قوانین صرف فارسی تصنیف عبدالواسع ہانسوی، بہ قلم شکستہ رقم فقیر غلام حسین عفی اللہ عنہ مطابق سنہ ۱۲۸۲ ہجری معلّٰی مقدّس بہ تاریخ نہم ماہ اسوج، تمت بالخیر والظفر۔''

اس کے بعد یہ فارسی شعر بہ طور چلیپا لکھا ہے:

کیمیا خواہی زراعت کن چہ خوش گفت آن کہ گفت　　زرع ثلثانش زر است و ثلث باقی ہم زر است

نسخے کی ابتدا میں اور ترقیمہ کے صفحہ پر ان کی جو مہر ثبت ہوئی ہے اس کا سجع یہ ہے: ''زنور احمد مرسل شدی غلام حسین'' نسخے کے حاشیے پر اور بین السّطور کاتب کے متعدد حواشی ہیں۔

مخطوطہ: ۹۰۵۶

ظہریہ پر کچھ فارسی اشعار اور کاتب کی مہر ''زنور احمد مرسل شد ی غلام حسین ۱۲۹۱'' ثبت ہے۔ اندر ایک دوسری مہر ''عبدہ غلام حسین ۱۲۹۲'' بھی ثبت ہے۔ یہ دو رسائل کا مجموعہ ہے۔ ترقیمے حسب ذیل ہیں:

ا۔　'' تمام شد پالودۂ بہشتی تصنیف ندیم باری حضرت باری مولوی عبداللہ انصاری علیہ رحمۃ اللہ الباری، بہ قلم شکستہ رقم فقیر غلام حسین برای مطالعۂ خود تحریر یافت ۱۲۸۵''۔

ترقیمہ والے صفحہ پر مہر ''زنور احمد مرسل شد ی غلام حسین ۱۲۹۱'' ثبت ہے۔ اس سے اگلے صفحے پر ''ریختہ زر'' کے عنوان سے زر کے بارے میں غلام قادر تحسیؔن جلال پوری کے تیرہ اردو اشعار نقل ہوئے ہیں۔ کاتب نے اس کے اختتام پر لکھا ہے: ''این ریختۂ ذوق آمیختہ بختۂ غربال طبع جناب ملک الشعرا حضرت غلام قادر صاحب المتخلص بہ تحسین ساکن بلدۂ جلال پور(۱۱) **رحمة الله تعالی علیه**''۔ مطلع اور مقطع کے اشعار یہاں نقل کیے جاتے ہیں:

مطلع:

سامان و ساز و زیور جو کچھ کہو سو زر ہے
اسباب و اسپ و چاکر، نہریں کوئی پھوہارے
مندر محل منارے، زر کے ہیں سب پیارے

مقطع:

گر سایۂ خدا ہے، زر کا ہی مبتلا ہے
تحسیؔن یہ زر بلا ہے، جو کچھ کہو سو زر ہے

اس کے بعد ''انتخاب نصائح حکیم لقمان'' نقل ہوا ہے۔ اس کے ظہریہ پر بہت سے فارسی اشعار کے علاوہ، دو اردو بیت بھی نقل ہوے ہیں:

یہ ہے شیشۂ دل لبالب بخون　　　　زبس جوش سرپوش ہے سرنگون
رہی جوش بر جوش ،میں کیا کہوں؟　　　　نہ ہی عقل سے صلح کچھ با جنون؟

۲۔ شریفیہ، ترقیمہ: ''**قد وقع الفراغ من تسوید هذه الرسالة المعظمه الموسومه بالشریفیه، به قلم شکسته رقم فقیر غلام حسین، ۱۲۸۲ هجری مقدس**''

مجموعہ: ۹۱۱۱

۱۔ *سلسلۃ الذہب*، مولانا جامی، ترقیمہ: ''**الحمد لله و نثنیه و نصلّی حبیب الله و تابعیه علی اتمام هذا الدُر الفرید و اختتام الغرر الوحید اعنی سلسلة الذهب المشتمل علی ثلثه اجلاد من تصنیف المحقّق الفاضل و تألیف المدقق الکامل مولانا عبدالرحمن جامی قدس سره السامی فی سنة ۱۲۸۳ الهجریه ثلث و ثمانون و مایتان بعد الف کیف اقول هذا ملکی والملک لله الواحد الفرد الصمد المالک الکونین و انا الفقیر غلام حسین بن مولوی نور احمد بن محمد رمضان بن حافظ غلام محمد بن شیخ احمد غفر الله تعالی عنهم اجمعین.برای مطالعۀ خود تحریر یافت. فقط.تمّ تمّ.**''(ورق ۱۸۸)

مہر: '' زنور احمد مرسل شدی غلام حسین ۱۲۹۱''

۲۔ *سلامان و ابسال*، مولانا جامی، ترقیمہ: ''تمام شد کتاب سلامان و آبسال [کذا] تصنیف شریف ملک الشعرا حضرت مولانا عبدالرحمان جامی قدّس سرہ السّامی مطابق ۱۲۸۳ ہجری معلّٰی مقدّس، کاتبہ فقیر غلام حسین عفی اللہ عنہ''(ورق ۳۴)

اس کے بعد قطعات تاریخ رحلت جناب رسالت مآب و خلفاے راشدین و امام حسین از مولانا روم وقطعات تاریخ ولادت و رحلت امام شافعی درج ہوئے ہیں۔

مخطوطہ: ۹۰۲۴

شرح مخزن الاسرار، تصنیف محمد بن قوام بن رستم بلخی۔ ترقیمہ: ''عنوان صحیفۂ حمد و ثنا را نام نامی شارعی سزد کہ بہ ید قدرت کاملۂ خویش ارکان مزاج انسان را موزون ساخت و دیباچۂ کتاب ستایش و نیایش را اسم عظامی شارحی شایان کہ ہدایتش را در کلام معجز نظام خویش از جمیع علوم بسطی و شرحی بخشیدہ بہ اسم اُمّ العلوم موسوم فرمود۔ودرود رحمت آمود بر شاہ بیت قصیدۂ کاینات ومطلع دیوان

موجودات و مقطع مثنوی رسالات، ناشر احکام شرع مبین، ناظم مہام دین مبین سرورانبیاء، ہادی رہنما، محمد مصطفی، احمد مجتبی و آل و اصحاب و اتباع وی باد۔ بعدہ بر ضمیر نظارگیان شاہد معانی و شاہدان عروس رنگین بیانی مکتوم مباد کہ شرح کتاب مخزن اسرار کہ معدن افکار، مطلع انوار و کاشف استار است من تألیف علامۂ دوران، فہامۂ زمان، شیخ المحققین استاذ المدققین مولینا محمد بن قوام بن رستم البلخی المعروف بکرخی [کذا: کری، منسوب بہ کڑہ] علیہم رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً شرحی است بس عجیب و غریب، حاوی المتن، الحق آن فرید العصر ساحری بہ کار بردہ و مصداق نادر البیانی گردیدہ۔ دُری ناسفتہ سفتہ و سخنی ناگفتہ گفتہ، و راہی نا رفتہ رفتہ، گوییا پرداختہ ماتن می نماید۔ از مدت دراز شب ہا زشوق دیدنش دامان دل را چنگل طلب می زد و حصول این متمنا چون وابستہ بہ تفتش بود، از دیر محبوب مطلوب دریدہ لباس ماؤف القیاس از جلباب خفا بہ عرصہ شہود بر ملا جلوہ نما شد۔ اعنی نسخۂ منقول عنہ اغلاطِ کرم خوردہ، کہنہ، دریدہ، فرسودہ دستیاب شد۔ بہ سرعت تمام نقل برداشتن غنیمت شمرد۔ بہ شرط صحت صحت نمودہ خواہد شد۔ وہذا فی السنۃ الثامنۃ و الثمانین بعد الالف المزید علیہ مائتین من ہجرۃ رسول الثقلین علیہ الصلوات والتحیات من الملوین۔ و اناالعبد الضعیف النحیف الفقیر غلام حسین عفی اللہ ماجری عنہ من الشرور والشین بحرمۃ حبیبہ۔ فقط“۔

اس کے نیچے مہر: ”زنور احمد مرسل شدی غلام حسین ۱۲۹۱“

<u>مخطوطہ: ۹۲۳۴</u>

یہ دو رسائل کا مجموعہ ہے۔ شرح قصیدۂ بانت سعاد موسوم بہ *نظم بدیع*، شارح ضیاء الدین کشتواری اور *مصابیح العاشقین* (تفسیر سورۂ والضحی) از ناگوری۔ تاریخ کتابت ۱۴ جمادی الاوّل ۱۲۸۹ھ۔ نسخے کے ابتدااور خاتمہ پر کاتب کی مہر ”زنور احمد مرسل شدی غلام حسین ۱۲۸۱“ ثبت ہے۔

<u>مخطوطہ: ۹۰۵۵</u>

یہ دو رسائل کا مجموعہ ہے؛ پہلارسالۂ عقیدہ از شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اور دوسرا *رسالہ حلیہ رسول اللہ* از شیخ عبد الحق محدّث دہلوی ہے۔ مجموعہ کے ظہریہ پر کاتب کی مہر ”زنور احمد مرسل شدی غلام حسین ۱۲۹۱“ ثبت ہے۔ پہلے رسالے کا ترقیمہ یہ ہے:

> **”قد استتبَّ تسطیر ہذہ الرسالہ المعروفۃ بالعقیدۃ من امامنا و شیخنا و مولینا شیخ ولی اللہ المحدّث الدہلوی فی جلسہ بعد صلوۃ الظہر یوم الغین و انا العبد المذنب المدعو بعبیداللہ المعروف بغلام حسین جنبہ اللہ عن الشَین**

بحرمة حبیبه رسول الثقلین،فقط ۱۲۹۱ ھج، ۱۱ صفر"

دوسرے رسالے کا ترقیمہ یہ ہے:

"الحمد للہ کہ این رسالہ متضمن فواید و این عجالہ مشتمل بر عوائد یعنی حلیہ جلیہ رسول الثقلین مؤلفہ جلیل و فاضل نبیل علامہ محقق و فہامہ مدقق شیخ عبدالحق محدّث دہلوی از قلم شکستہ رقم المدعو بعبیداللہ المعروف غلام حسین جنبہ اللہ عن الشین والرَین بیستم شہر ذی الحجہ ۱۲۹۰ یک ہزار و دو صد ونود مسوّد شد۔ او سبحانہ و تعالی بینندہ و خوانندہ و شنوندہ ٔ وی را دیدار نوربار حبیب مختار خود عطا فرماید۔فقط"۔

مخطوطہ: ۹۰۵۳

یہ پانچ رسائل کا مجموعہ ہے۔ پہلے چار رسائل بالترتیب خلفاے راشدین کے اقوال پر مشتمل رشیدالدین محمد وطواط (۴۸۱-۵۷۳ھ/۱۰۸۸-۱۱۷۷ء) کے مرتّبہ ہیں۔ پانچواں رسالہ حضرت علیؓ کے اقوال کی شرح از محمد عادل ہے۔ ہر رسالے کا ترقیمہ الگ ہے۔

۱۔*تحفۃ الصدّیق الی الصدّیق من کلام ابی بکر الصدیق*،"لمحرّرہ:

شد بانجام تحفۂ صدیق	از عنایات ایزد اکبر
از سر دیدہ بین سنین تمام	"دُرّ مکنون خلیفۂ اکبر"
	۱ ۲ ۹ ۲

(ورق ۱۱)

۲۔*فصل الخطاب من کلام عمر بن الخطاب*، لمحرّرہ:

چون بتوفیق فاتح ابواب	شد زکلک غلام ختم کتاب
ہاتف از غیب گفت تاریخش	"ان زعدل عمرچہ فصل خطاب"
	۱ ۲ ۹ ۲

۳۔ *أنس اللھفان من کلام عثمان بن عفان*، ترقیمہ: "الحمد للہ والمنۃ کہ اقوال فیض اشتمال وسخنان ہدایت نشان حضرت امیر المؤمنین عثمان بن عفانؓ بتاریخ سیم ماہ محرّم الحرام ۱۲۹۲ہجری یک ہزار و دو صد ودوونود بہ کلک نیاز سلک بندہ غلام حسین عفی عنہ خلعتِ اتمام و کسوتِ اختتام در برکشید۔فقط ۔

لمحرّره:

شرح احمد بمتن ذی النورین | چون که شد بر بیاض هم دامان
گفت هاتف شهادت سالش | ''یاد باد آن نصیحت عثمان''

۱ ۲ ۹ ۲

تمام شد''۔(ورق ۲۶)

۴۔ *مطلوب کل طالب من کلام علی بن ابیطالب*، ترقیمہ: ''تمام شد شرح صد کلمہ از کلمات پُر برکات الموسوم بہ *مطلوب کل طالب من کلام امیر المؤمنین علی بن ابیطالب* رضی اللہ تعالی عنہ، بہ قلم شکستہ رقم، متّبع سُنّتِ سنیہ حضرت رسول الثقلین بندہ غلام حسین عفی اللہ عنہ

قلمم چون کہ از صریر و نوا | بہ سکون کرد در قلمدان جا
سال ختمش خرد چنان فرمود | ''کہ عجب بانگ داد شیر خدا''

۱ ۲ ۹ ۲

مادّۂ تاریخ میں ''کہ'' پر کاتب نے حاشیہ لکھا ہے: ''کاف مفاجاتی''۔

ایضا

شکر خداوند زمان و زمین | سُفتہ شد این ہمہ دُرّثمین
یک یک زین پیش کہ عنقا بود | یک بہ یک اینجا شدہ باہم قرین
جایی کہ لغزیدی ازاو پای دل | گذرد بہ عُصالی [؟] شرح مبین
دید ہر آن کو سخن چار یار | دید سخن گویی بہ چشم یقین
زبدۂ آفاق محمدؐ برو | رحمت حق باد وہزار آفرین
شرح نمود است بہ طرز پسند | گوی سبق بُرد بہ فضل معین
سال اتمام از سر سورت بخوان | ''انا فتحنا لک فتحا مبین''

۶۰   ۱ ۲ ۹ ۲

کاتب نے حاشیے پر قطعہ کے تیسرے مصرع میں یوں ترمیم کی ہے:

ہریک زین پیش پراکندہ بود

چھٹے مصرع میں لفظ ''گذرد'' کو کاٹ کر ''میرد'' لکھا ہے۔

اس کے بعد مہر ''زنور احمد مرسل شد ی غلام حسین ۱۲۹۱'' ثبت ہے۔

اس کے بعد کاتب نے وطواط کے ان چاروں رسائل کے لیے مشترکہ قطعۂ تاریخ کتابت لکھا ہے:

نهاد اندر بغل چون خلعت تحریر این نسخه　　　که حسنش عاشقان را جلوه فرما دایما بادا
خرد گفتا پی تاریخ او متضمن مدحت　　　"بیاران نبی باران رحمت دایما بادا"
۱　۹　۲

(ورق ۳۴)

۵۔ تمام شد شرح منظوم اقوال فیض اشتمال حضرت امیرالمؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کہ عدد آنہا سہ صد و دوازدہ است از شارح دریادل محمد عادل رحمۃ اللہ علیہ ، بہ دست احقر البریہ غلام حسین عفی اللہ عنہ۔

قطعۂ تاریخ از راقمِ آثم:

چون به پایان شد به فضل حق کلام آن ولی　　　از نزاکت وزلطافت لفظ و معنی اش جلی
گفت هاتف سال ختم او زپایان طلب　　　"از محمد شد مکمل شرح اقوال علی"
۲　　　۱　۲　۹　۲

یہاں بھی کاتب کی مہر "زنور احمد مرسل شدی غلام حسین ۱۲۹۱" ثبت ہے۔

مخطوطہ: ۹۱۱۸

تلخیص مواہب لدّنیہ (عربی)، مؤلف شیخ محمد مراد بن شیخ عبدالرحمان، تلخیص از ابوالقاسم بن شیخ محمد مراد (صاحبِ کتاب)، ترقیمہ: **"قد تمت تلخيص المواهب اللدّنيه بحمد الله من يد العبد الضعيف عبيدالله المعروف بغلام حسين ۱۲۹۴ اربع و تسعين و الفين بعد المائة من هجرة النبى صلى الله عليه وسلم وعلى آله واصحابه و احبابه العالمين العاملين المتوكلين اجمعين .لمحررّه:**

این نامه که جامعش بصد جهد بلیغ　　　حالات نبی چو لعل و گوهر دُرّ سفت
گویندهٔ غیب سال تحریرش　　　"وه تلخیص مواهب لدنیه" گفت
۱　۲　۹　۴

(ورق ۱۱۷)

مخطوطہ: ۹۲۳۷

بیست باب در اسطرلاب از خواجہ نصیر الدین طوسی۔ نستعلیق خط میں ۱۲۹۴ھ میں کتابت کی۔ نسخہ مکمل ہے، لیکن کرم خوردہ ہے۔ مہر "عبدہ غلام حسین ۱۲۹۲ھ"۔

مخطوطہ: ۹۰۲۸

شرح مواقف (عربی)، ترقیمہ: **"الحمد لله المستجمع لجميع الكمالات المتنزّه بما هو من**

سمات المخلوقات المتفرّد بوجوب الذّات والصّفات عن سائر الموجودات لا شريک له فی الارض والسموات لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا على نفی شركائه من أقوی البينات هوالذی ارسل رسوله بالهدی ودين الحقّ ليظهره على الدّين كله ولو كره المشركون .محمّد العربی القريشی المكّی المدنی شفيع العصاة فی العرصات. ياايها الذين آمنوا صلّوا عليه وسلّموا تسليما و على آله و اصحابه الهادين المهديّين و أتباعه العالمين المتوكلين افضل الصلوات واكمل التّحيّات . اما بعد فهذا كتاب :

لا يدرک الواصف المطری خصائصه وان بک واصفا فی كل ما وصفا

فی كمال اشتهاره فی الحدود مستغن بمن التعريف ولعدم استقصآء أوصافه لايجدی فيه التوصيف:

كتاب مثل بدر فی النجوم و ينفع علمه كل العلوم

عباراته الرائقة ينشط اذهان الاذكيا ء و مضامينه الفائقة يبسط قلوب العقلاء.

الجهل عن علم الكلام لداؤه شرح المواقف فی الكلام دواؤه

حصل لی ثلثه مواقف فی آخره سابق الزمان فنقلته راجياً استيفا ئه الی رحمة المنّان فطالما تجسست آثاره عن متداوليه وتفصحت اخباره عمن بتعاطنيه فاذا اتفق لی كتاب كامل عن العلم وجامع الأوصاف المشتهر بحسن خلقه وخلقه فی الأطراف والأكناف فصيح المنطق صحيح القياس مليح الوجه صبيح الناس رفيع القدر،منيع الخطر، المحقق الكامل والمدقق الفاضل زبدة العلماء الراسخين مولاي و أستاذی شيخ محمد فيروزدين افاض الله علينا بركاته الی يوم الدين.فاغتنمته و كتبته من اوله الی اول ما كتبته اوّلاً و صرفت برهته من اوقاتی عليه فجاء بحمدالله بكماله ظهر اليوم الرابع من الأسبوع الثالث الثامن عشرمن الشهر الأول من السنة الثامنة من العشرة العاشرة فی المائة الثالثة فی الألف الثانی من هجرة من هو أول الأنبياء بدايةً و غايةً و آخر هم ' é…ç و نهاية عليه و على آله و اصحابه صلوات الله ماليس له بداية و نهاية و انا العبدالمفتاق الی رحمة الله فی الكونين والمشتاق الی شفاعة رسول الثقلين أبو الظفر عُبَيدالله غلام حسين بن مرجع الفضلاء و الحكماء كريم الطرفين المشتهربين المشرقين و بين المغربين مقبول الله الأحد الحكيم المتطب المولوی نورأحمد بن مسيح الزمان الحكيم محمد رمضان بن الحكيم الحافظ غلام محمد بن الحكيم شيخ احمد بن الفاضل الأعلم محمد مسلم بن الفاضل الالمعی القاضی عبدالغنی بن الفاضل الأجل القاضی رحيم الدّين القريشی الاسماعيلی عليهم رحمة الله و بركاته فی الخفی والجلی بحرمته النبی و آله و اصحابه والحمدلله أولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً

وهو حسبی و نعم الوکيل. فقط.

حاشیے پر مادّہ تاریخ کتابت ”**حصل مطابقته بحسب الطاقة**ÂÂÊÊÒöä“ درج ہوا ہے۔

اس کے بعد منظوم فارسی ترقیمہ ہے:

الحمد للّٰه والصّلوة علی النبی و آله — شده باتمام این نسخه بتمامه وکماله
شرح مواقف شارحش آن سیّد میرِ اجل — متنش ز عضد الدین بدان قدفاق عن امثاله
هست این کتابی بی بدل اندر جهان ضرب المثل — هرمشکلی را زدست حل بالفکرفی اعضاله
از لطف لفظ معانیش بدمد چو بوی گل از چمن — مَن نَظَرَ فیه یکون حَیراناً بحُسنِ جمالِه
با رنج ایوبی مگر داری دل یعقوب گر — این ماه کنعانی ببر گیری علی منوالِه
منم آنکه با صد رنج و غم تا وقت شب از صبحدم — فرسوده ام نوک قلم طمعاً لاستحصالِه
بود این تن ِ من تاجِ داراکنون سرم شد تاجدار — العاقبت بین تا چه دارم زین وَ عن امثالِه
ابرِ کرم هاى خدا بارد بروح مصنفش — طوری که غواصی کند فی قعر بحر نوالِه
در بحر تاریخش شنا کردم چو با فکر رسا — از کوز خالی شد ندا بلغ العلی بکمالِه

<u>مخطوطہ: ۹۰۶۱</u>

حاشیہ شرح عقائد نسفی (عربی)؛ ظہریہ پر کاتب کی دو یادداشتیں نقل ہوئی ہیں:

۱۔”این ہشت اجزای حسن شہید بر شرح عقائد نسفی فقیر غلام حسین از محمد حسین دلاور پوریہ بعوض کتاب قانونچۂ طب گرفتہ است۔ فمن ادعی سواہ فقد بطل دعواہ ۱۲۹۰ ہجری معلّٰی مقدس“۔

۲۔ الآن قد کمل الکتاب بعون الله الوهاب و من المنح الإلهيه انه قد اتفق نقل بقية الکتاب عن نقل اوّله منه و هو کتاب منقول من مسودة المصنّف بأربع وسائط“۔

اس صفحہ پر مہر”زنور احمد مرسل شد ای غلام حسین“ ثبت ہے۔

ترقیمہ: ”**قد تمت الحاشيه المتعلقة علی شرح العقائد النسفی للفاضل المحقق حسن شهيد وقد وقع النقل من نسخة نُقلت عن نسخة الحافظ عبدالله خوشابی عن نسخة فاضل الافاضلة استاذ الاساتذه مولينا حامد شاه عن نسخة صححها و طابقها المولوی جُل احمد ابن المصنّف بمسودة حرفا حرفا،اللهم انزل عليهم شآبيب رضوانک و سحاب غفرانک ،۱۲۹۸ ثمان و تسعين ومأتين بعد الف من الهجرة علی صاحبها ألف ألف صلوة و سلام و انا العبد المذنب بأنواع الذنوب والمعيوب بأصناف العيوب غلام حسين رزقه الله شفاعة شفيع اللوين بلطفه**“ (ورق۱۲۸)۔

اس نسخہ پر بہت جامع حواشی ہیں۔ اکثر حواشی کے اختتام پر ''قل احمد سلمہ'' یا صرف ''قل احمد'' یا صرف ''سلمہ'' لکھا ہے۔

آخری ورق پر عربی اور فارسی میں جو اضافی یادداشتیں ہیں، ان میں ایک قطعہ تاریخ یہ ہے:

قد تمت القصاری ای آن کہ ہوشمندی　　یادش بگیر یابی [؟] در صرف سربلندی [؟]
بی رنج گنج ناید در دست ہر کہ خواہد　　صرّاف را ببخشند این تاج ارجمندی
جستم ز طبع سالش ناگہ زغیب ہاتف　　گفتا:''یقین قصاری از احمد خجندی''
۱ ۲ ۹ ۹

مخطوطہ: ۹۲۴۰

مأیۃ مسایل فی تحصیل الفضایل مرتبہ احمد اللہ بن دلیل اللہ صدیقی کی کتابت ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۰۰ھ کو مکمل کی۔

مجموعہ: ۹۱۱۲

۱۔ مثنوی *شاہ و گدا*، ہلالی، ترقیمہ منظوم ہے:

صد ہزاران ثنا و شکر خدا　　کہ بانجام گشت شاہ و گدا
شاہ معنی گدای لفظ بوی　　کردہ بوس و کنار پی در پی
شاخ در شاخ گل شگفتہ دران　　بویی چون آب گل نہفتہ درآن
شور کردہ بہر ورق از گل　　طفل بلبل باَبجِد غُلغُل
آن ہلالی دلش بیوم تناد　　ہم چو بدر منیر روشن باد
دُرّ ناسفتہ را بسُفت درآن　　آنچہ ناگفتہ بود گفت درآن
دُرّ نظمش کہ بحر آب شدہ　　باعث نقل این کتاب شدہ
چار شنبہ بہ عصر قبل از شام　　سوئم از عشرہ ای ز شہر حرام
سہ صد و یک ہزار شد سپری　　تا دم حال از سن ہجری
نقش کرد این نگار نامۂ زَین　　قلمِ خستۂ غلام حسین
ہر کہ از وی شود بنفع قرین　　یاربش بخش جا بہ خلد برین

تمت بالخیر و الظفر ۱۳۰۰ ہجری۔''

کاتب نے مثنوی *شاہ وگدا* کے ایک شعر

باز چون مہر از فلک سر زد مہر شہ از درون سر بر زد

پر اصلاح بھی دی ہے اور لکھا ہے: این مصرعہ خالی از تسامح نیست۔ بدلش این چنین بہتر می نماید:

مہر شہزادہ از درون سر زد

۲۔ قصّہ چندر بدن معروف بہ مثنوی شمع وپروانہ، منشی مشتاق، ترقیمہ: ''للہ الحمد کہ بہ انجام رسید مثنوی شمع و پروانہ بہ تاریخ سیوم ماہ رجب ۱۳۰۰ ہجری، یک ہزار و سہ صد بہ کلک شکستہ نویس بندہ غلام حسین عفی اللہ عنہ والحمدللہ اوّلاً و آخراً و ظاہراً و باطناً و الصلوۃ علی حبیبہ دایماً ابداً۔

ما نمانیم و یادگارانِ ما در جہان یادگار خواہد ماند

کاتب نے کچھ توضیحی عبارتیں بھی لکھی ہیں۔ مثلاً مثنوی کے ابتدا میں یہ وضاحت: ''قصّۂ چندر بدن معروف بہ مثنوی شمع و پروانہ طبع زاد شاعر مذاق منشی مشتاق کہ در ۱۲۳۸ تألیف نمودہ، ہدیۂ آفاق ساخت۔'' ایک جگہ حاشیہ پر یہ عبارت: ''بعد تصنیف این نسخہ، این بیت بعینہ بہ تفاوت دو لفظ در مصرعین در مثنوی حسن [و] عشق خیراللہ فدائی یافتہ شد۔ چون بہ طور توارد واقع گشتہ، معقول است۔ وھذا من فضل اللہ یؤتیہ من یشآء.'' ترقیمہ کے بعد اگلے صفحہ پر یہ فرد لکھا ہے:

قصہ چندر بدن تالیف مشتاق آمدہ از رہ دل بردگی منظور آفاق آمدہ

نسخے پر صفحات شمار نہیں ہیں۔

<u>مخطوطہ: ۹۰۴۸</u>

سبحۃ الابرار، جامی، ترقیمہ منظوم ہے:

نحمد اللہ علی ختم الکتاب نشکر اللہ علی فصل الخطاب
سبحۂ ابرار چہ نامی زیباش رگِ جان رشتہ بجای دیباش
جامی آن جامع اوصاف کمال جام حالش ز صفا مالا مال
حامی شرع رسول عربی ماحّی شر شیاطین غبی
جامی آن جام کش بادۂ شوق ہست از نشۂ میخانۂ ذوق
رحمہ اللہ نمودش منظوم گنج بی رنج پی اھل علوم
اسپ فکرت زہمک تا بہ سماء با کمال ِ تگ و دو کرد رہا
نکتہ نکتہ بہ نقطہاس نھاد این چنین نقطہ حروفش را داد
آن حروف از پی ترتیب کلام گرد آورد بہ تفھیم مرام
پس بہ صد سعی مضامین شگرف درج فرمود درین لجّہ ژرف

گر باین همه قدرش نشناسی   نیک دان ناس نه ای نسناسی
لطف الفاظ ومعانیش نگر   کن به موزونی این بحر نظر
کز سراپا است سراسر اعجاز   در جوابش همه تسلیم و نیاز
نی کسی پیش ازین گفت چنین   نی کسی طرفه دُری سفت چنین
آری کی آید مردی از زن   کارِ سنان ناید از سوزن
بودی انجیر خور از مرغ فراخ   هیچ انجیر نماندی بر شاخ
آفرین باد بران طبع بلند   کاین چنین صید فتادش به کمند
صید فتراک شهان شیر بود   روبه و گربه خُورِ غیر بود
من باین بی هنری قید وَیم   با همه لاغری صید وَیم
با وی ار نسبتم از راه ادب   هیچ نی لیک مپندار عجب
که من آن شیفتهٔ زالِ خرفم   ریسمانی است تنیده به کفم
ازسر صدق بره گشته روان   پرس پرسان زغلام کنعان
گر تو گویی که چه نسبت داری   از خریداری یوسف باری
هم چو شاهان خریداروی اند   طالب دولت دیدار وی اند
کرده بر گرد سرش گنج گهر   نقد جان باخته از بهر نظر
عنبر و عود هزاران خروار   مشک تاتار شتر بار هزار
حقّه ها گِرد پر از دُرّ یتیم   نقد هر دانه خراج اقلیم
چون باین جمله نسنجند به هیچ   تو باین تار دران هرزه مپیچ
گویمت این همه دانم به یقین   که درین فرق زمان است و زمین
لیکن ای صاحب بینش دانش   چون نباشم ز خریدارانش
بس همین سود ز بازارِ وَیم   من یکی نیز خریدارِ وَیم
الله الله که سخن بود کجا   من کجا برده ام از راه هوا
قصّه القصّه به انجام کنیم   مُهر بر خاتمه از ختم نهیم
من که هستم ز غلامان حسین   وسعت و دامان رسولِ ثقلین
بر کف از سبحه نگاری بستم   زان نگاراست نگارین دستم
یا ربم تا که بود نقش و نگار   از سفید و سیه لیل و نهار
حرف آن نام که این نقش ازوست   نقش باد ابدل[؟] دشمن و دوست

روز پاداش بہ درگاہ رفیع
حضرت احمد باداش شفیع
با تمامی ہوا دارانش
جملہ خویشان و ہمہ یارانش
چون درآن مجمع مجموع شوند
از طفیلش ہمہ مشفوع شوند
وقت فرجام و بہنگام سعید
کآمد این لعل خوش از کان پدید
رفت سابوع بہ آخر ایام
آمدہ بود محرّم بہ تمام
بود از ہجرت خیر البشری
یک ہزار و دو صد و نیز یکی
از سر صدق سنش دان مرغوب
''سبحۂ ابرار از جامی بس خوب''

تمام شد

مذکورہ مادّۂ تاریخ ''سبحۂ ابرار از جامی بس خوب'' اور سرِ صدق یعنی ''ص'' کے اعداد کا مجموعہ ۱۳۰۱ ہوتا ہے۔ حروف میں کاتب نے سال کتابت ''یک ہزار و دو صد و نیز یکی'' لکھا ہے۔ جس سے بالکل سامنے کا مفہوم تو یہ اخذ ہوتا ہے کہ تاریخ کتابت ۱۲۰۱ھ ہے جو ظاہر ہے کاتب کے زمانۂ حیات کے مطابق نہیں ہے۔ دوسرا مفہوم یہ ہو سکتاہے کہ ایک ہزار دو سو اور مزید ایک سو یعنی ۱۳۰۰، یہ کاتب کے زمانۂ حیات اور مادّۂ تاریخ کے قریب ترین ہے۔ اگر مصرع اس طرح ہو''یک ہزار وسہ صد و نیز یکی'' تو یہ مادّۂ تاریخ کے عین مطابق ہے۔

مخطوطہ: ۹۱۳۴

معالجات البقراط (عربی)، ترقیمہ: ''**قد تمت الرسالة العلالة المسماة بمعالجات البقراط بكمال العجالة بيد أحقر عباد الله عبيدالله غلام حسين جنبه الله تعالى عن الشَين و الرَين و رزقه اتباع سنة حبيبه سيد الثقلين صحوة الأحد عاشر شوال ١٣٠٤ ثلث مائة بعد ألف و أربعة من هجرة النبى عليه السّلام لولدى و فلذة كبدى ظفر حق اللهم زده علماً و عملاً و بركةً فى الدّارين. فقط**''

مجموعہ: ۹۲۴۱

۱۔کلید باب تاریخی (اردو)، مولوی نظام الدین جوش علی گڑھی، ترقیمہ: ''للہ الحمد و المنۃ کہ رسالۂ کلید باب تاریخی کہ تاریخ تصنیفش ہم نام اوست مؤلف جناب ،مولوی نظام الدین صاحب تخلص جوش ساکن علی گڑھ ،بہ تاریخ پنجم شہر رجب المرجب روز دوشنبہ وقت عصر ۱۳۰۵ ،یک ہزار و سہ صد و پنج بہ کلک شکستگی سلک مسکین غلام حسین بن فضیلت پناہ مولوی نوراحمد صاحب روی بہ اختتام آوردہ۔فالحمدللہ علی ذلک ثم الحمد للہ۔ فقط۔ تاریخ نقل رسالہ'' گنج تواریخ ہے =۱۳۰۵'' (ص۱۲۱)

۲۔ *مظفر نامہ*، عبدالاحد احمد کشمیری، ترقیمہ: ''المنّۃ للہ کہ مظفر نامہ مؤلفہ مولوی عبدالاحد المتخلص بہ احمد از نسخہ ای کہ از نظر مصنّف گذشتہ، وقت چاشت روز پنج شنبہ، سیم ماہ رجب سنہ ۱۳۰۵ ہجری منقول شد۔فقط۔''

اس نسخے پر بہت مفید اور مفصّل حواشی ہیں جو سب کے سب کاتب کے اپنے ہیں۔ یہ نسخہ ڈاکٹر محمد سلیم مظہر اور ڈاکٹر محمد صابر (اورینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور) نے مرتّب کیا ہے اور پورے حواشی سمیت سہ ماہی *دانش*، اسلام آباد، شمارہ ۸۶، ۱۳۸۵ ش / ۲۰۰۶ء، صفحات۹-۳۰ میں شائع ہوا ہے۔ چونکہ کاتب نے اس رسالہ کے ترقیمہ میں اپنا نام نہیں لکھا، لہذا مظفر نامہ کے مرتّبین نے بھی کاتب کا نام نہیں لکھا۔ اگر مرتّبین، مجموعہ کے دیگر رسائل کی طرف توجہ دیتے تو کاتب کا نام واضح ہو جاتا۔

۳۔ *تازیانۂ غفلت*، مولوی غلام غوث غلامی، ترقیمہ: ''تمام شد *تازیانۂ غفلت* مؤلفہ مولوی غلام غوث غلامی کہ در تاریخ بیست ہشتم ماہ جمادی الثانی ۱۲۹۹ پرداختہ بقلم شکستہ رقم بندہ غلام حسین بہ تاریخ پنجم شہر شعبان ۱۳۰۵ ہجری علی صاحبہا الصّلوۃ والسّلام و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ ایضاً الی مرور الشہور والاعوام والحمدللہ علی الاتمام۔فقط۔تمّ''

اس کے بعد اگلے دو صفحات پر کاتب نے حضرت رسول اکرم، خلفاے راشدین، امام حسن، امام حسین، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور حافظ شیرازی کی رحلت کے قطعات تاریخ اور مولانا جامی، امیرخسرو، شیخ سعدی کی وفات کے مادہ ہاے تاریخ نقل کیے ہیں۔

<u>مخطوطہ: ۹۱۱۳</u>

تکمیل الایمان از شیخ عبدالحق محدّث دہلوی کا ایک کرم خوردہ نسخہ ہے، اگرچہ نسخے پر کوئی ترقیمہ موجود نہیں ہے لیکن خط کی مشابہت سے یقین ہے کہ مولانا غلام حسین ہی کا کتابت کردہ ہے۔

<u>مخطوطہ: ۹۰۴۶</u>

تین کتب *مرصّع کار*، *لغات گلستان* اور *شرح انشاے ابوالفضل* کا مجموعہ ہے۔ *مرصّع کار* پر ''غلام حسین'' کی مہر ثبت ہے۔

<u>مخطوطہ: ۹۰۶۰</u>

شرح عقائد نسفی (عربی)، ترقیمہ: ''و انا عبدالمذنب محمد رمضان''۔ یہ کتاب غلام حسین

کی ملکیت میں رہی ہے۔ اس کے ظہریہ اور خاتمہ (ورق۸۷) پر مہر ''غلام حسین ۱۲۹۲'' ثبت ہیں۔ اختتام پرایک یادداشت ہے جس میں یادداشت لکھنے والے نے اپنے کتب خانہ کی قلمی کتابوں کی فہرست دی ہے۔ احتمال ہے کہ یہ غلام حسین کے کتب خانے کی فہرست ہو گی۔ اس یادداشت کا خط چوں کہ شکستہ ہے اور غلام حسین کی باقی کتب، خط نستعلیق یا نسخ میں ہیں اس لیے خط کی مشابہت سے یہ طے کرنا دشوار ہے کہ یقیناً یہ غلام حسین کی تحریرہے۔ اس یادداشت میں دو جگہ نحو کی کتاب ''قافیہ'' کا ذکر ہوا ہے، اگر یہ ابن حاجب کی تصنیف ہے تو کاتب کو سہوِقلم ہوا ہے اور کافیہ کی بجاے قافیہ لکھا ہے۔ ایسے سہو کی مولوی غلام حسین جیسے فاضل کاتب سے توقع نہیں کی جاسکتی۔ یادداشت میں بعض نام کتب کے مصنّفین کی شہرت پر لکھے گئے ہیں جیسے طغرا، اس سے مراد ملا طغرا مشہدی کی کوئی تصنیف یا انشا ہے، علی ھذاالقیاس۔ یادداشت یہ ہے:

یادداشت کتاب ہای خود

قرآن شریف ، یک	کیمیاے سعادت، یک	ربع مہلکات احیاے العلوم، یک	عین العلم، یک
پنج سورہ مطلّا ومترجم، یک	وظیفہ ادعیات مطلّا، یک	طب اکبر، یک	کنز عربی، یک
مختصر وقایہ، یک	صلوۃ مسعودی دفتر دویم، یک	کفایہ منصوری طبّ، یک	قانونچہ طبّ، یک
مجموعہ صرف بہای ی وصرف میر،زرادی و زنجانی، یک	مراح الارواح وضریری، یک	شرح مایہ عوامل ،میزان منطق و قال اقول، یک	ہدایۃ النحو ونحو میر، یک
قافیہ[کذا:کافیہ] نحو، یک	شرح ملاجامی، یک	شرح الشرح مایہ عوامل، یک	میر فارسی، قافیہ[کذا:کافیہ] ، یک
متوسط شرح قافیہ [کذا:کافیہ]، یک	بدیع المیزان و میزان منطق، یک	عبداللہ یزدی، یک	رشیدیہ رسالہ مناظرہ، یک
شاہ میر شرح تہذیب منطق، یک	میر ایساغوجی و اوراد فتحیہ و خلاصۂ کیدانی، یک	طغرای، یک	شرح عراقین[شاید تحفۃ العراقین]، یک
مخزن اسرار، یک	شرح بوستان از عبدالواسع، یک	تحفۃ الاحرار جامی مع چند قصاید عرفی، یک	گلستان نکات، یک

قران السعدین، یک	شرح تکمیل الایمان معہ کتاب فقہ وخیالی، یک	شرح منار فی الاصول، یک	کتاب سرور احوال حضرت پیغمبرصلعم از اول ولادت تا وفات، یک
خلاصہ کیدانی و رسالہ عقاید فارسی، یک	گلریز تصنیف ضیاء الدین نخشی، یک	رسالۂ علامہ قوشچی وتصریح شرح تشریح الافلاک، یک	دیوانِ صائب کہنہ ناقص، یک
ملا داؤد حاشیہ قطبی، یک	نافع المسلمین ناقص از وسط، یک	گلستان، یک	بوستان، یک

اس کے نیچے یہ دو فارسی اشعار:

لہ

عید شد ،ہرکس ز صاحب عیدی دارد ہوس　　　　عید ما و عیدی ما دیدن روی تو بس
عید مردم دیدن مہ، عید ما دیدار تو　　　　ہم چوعیدی ما مبارک نیست عیدی ہیچ کس

مخطوطہ: Pc III 75/2054

نورالابصار فی مناقب اصحاب الکبار، مولانا جان محمد بن محمد غوث بن ولی اللہ سیال کوٹی ثمّ لاہوری، یہ نسخہ مولانا مولوی شیر محمد (وفات ۱۲ صفر۱۲۸۱ھ) بن قطب الدین کا کتابت کردہ ہے۔ ورق ۲۴۲ب پر کاتب کی تاریخ وفات کا قطعہ مولوی نور احمد قریشی ساہو والہ (م۱۳۱۸ھ) کا تصنیف کیا ہوا درج ہے جس میں انھوں نے مادّہ ''فارغ'' [=۱۲۸۱] استعمال کیا ہے۔ مولوی نور احمد، ہمارے ممدوح مولوی غلام حسین کے والد تھے۔ ایک قطعہ ٔ وفات مولوی نجم الدین ساکن لودی؟ تحصیل ڈسکہ، ضلع سیال کوٹ کا بھی ہے۔

کتب خانۂ گنج بخش، اسلام آباد میں غلام حسین ساہو والا کے مخطوطات

مرکزتحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد کے کتب خانۂ گنج بخش کے فہرست نگار ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی نے کتب خانے کے مخطوطات کی ایک مجمل فہرست میں اسمٰعیل جرجانی کی طب پر عربی کتاب *زبدۃ الطبّ* کے کاتب کانام ابوالظفر غلام حسین، مکتوبہ ۱۳۱۰ھ، بخط نستعلیق، ۵۴۷ صفحات (مخطوطہ نمبر۳۸۰۰) اور طبّ پر ہی ایک دوسری کتاب *غُنی والمُنی* از ابومنصورحسن بن نوح القمری، کے کاتب کا نام ابوالظفر غلام حسین بن مولانا نور احمد، مکتوبہ ۱۳۱۳ھ، بخط نستعلیق، ۴۸ صفحات (مخطوطہ نمبر ۱۷۷۴) لکھا ہے۔(۱۲) راقم السطور بوجوہ ابھی یہ دونوں نسخے خودنہیں دیکھ سکا ،یقیناً یہ دونوں نسخے ہمارے

ممدوح کاتب ہی کے قلم سے ہیں۔

سید احمد شہید بریلوی کے خطوط بخط غلام حسین ساہو والا

سید احمد شہید بریلوی کے چار عدد خطوط غلام حسین ساہو والا کے ہاتھ کے لکھے ہوئے جن پر تاریخ کتابت ۳ جمادی الثانی ۱۳۰۱ھ درج ہے، حافظ زبیر احمد یار خیل ساکن کوٹھہ، ضلع صوابی کے پاس محفوظ ہیں۔ یہ خطوط کتاب *سوانح حیات سلطان الاولیا حضرت سید امیر صاحب المعروف حضرت جی صاحب کوٹھہ* تصنیف صاحب زادہ محمد اشرف، مطبوعہ کوٹھہ، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء، صفحات ۴۸۱-۴۸۳ میں شامل ہیں۔

سید احمد شہید بریلوی کے خطوط کا ایک اور مجموعہ *مکاتیب سید احمد شہید* بہ مقدمۂ نفیس رقم و محمد ایوب قادری، مکتبۂ رشیدیہ، لاہور، ۱۳۹۵ھ / ۱۹۷۵ء عکسی شائع ہوا ہے۔ یہ پورا نسخہ بخط غلام حسین ساکن ساہو والا ہے۔ ڈاکٹر سفیر اختر صاحب نے بتایا ہے کہ سید احمد شہید کے خطوط کا ایک اور مجموعہ بخط غلام حسین ساکن ساہو والا، مولانا عطاء اللہ حنیف، لاہور کے کتب خانے میں پایا جاتاہے۔

ایک اور قلمی مجموعہ بخط غلام حسین

ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ صاحب (حیدر آباد، سندھ) کو فروری ۱۹۶۶ء میں مولوی شمس الدین (م ۱۹۶۸ء) تاجر کتب نادرہ، لاہور سے چھ قلمی رسائل کا ایک مجموعہ ملا تھا، اس کے اوّلین رسالہ *التعلیق الفاضل فی مسئلہ الطہر المتخلل* (عربی) از فاضل محمد عبدالحلیم لکھنوی کے آخر میں کاتب نے ترقیمہ یوں رقم کیا ہے: "**قد تمت هذه الحاشیه النافعة**...... فی سنہ ۱۲۷۱ھ کاتبہ فقیر غلام حسین"۔ کاتب نے اس رسالے کے سرورق پر اپنی مہر بھی ثبت کی ہے، لیکن ڈاکٹر بلوچ صاحب نے اس مہر کی عبارت یا سجع نہیں لکھا۔ ڈاکٹر صاحب کا خیال ہے کہ پورا مجموعۂ رسائل غلام حسین نے ۱۲۷۱ھ اور ۱۲۸۱ھ کے مابین کتابت کیا ہے اور مزید قیاس ظاہر کیا ہے کہ غلام حسین، مولانا جان محمد سیال کوٹی ثمّ لاہوری کے عقیدت مند تھے جن کا رسالہ *بیان فی قباحت الدخان* اس مجموعے میں موجود ہے۔ نیز یہ کہ مولوی غلام حسین، مولوی غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ والے [ڈاکٹر بلوچ نے سہوا قلعہ دیدار سنگھ لکھا ہے] مصنف *یوسف و زلیخا* اور مولوی عبداللہ غزنوی ایک دوسرے کے رفیق تھے[۱۳]۔ ڈاکٹر بلوچ کی فراہم کردہ ناکافی معلومات کی بنیاد پر یقین کے ساتھ اس مجموعۂ رسائل کے کاتب غلام حسین کو غلام حسین ساہو والا پر منطبق کرنا مشکل ہے، تاہم چند قرائن کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ اس مجموعے کا

کاتب مولوی غلام حسین، ساہو والا ہو سکتا ہے، جیسا کہ دونوں کاتبوں کا نام ایک ہے، زمانہ ایک ہے، اس مجموعے میں مولانا جان محمد سیال کوٹی کا رسالہ بھی موجود ہے جو ایک طرح سے غلام حسین کے ہم وطن ہیں اور آخری بات یہ کہ مذکورہ قلمی مجموعہ ۱۹۶۶ء تک پنجاب میں موجود تھا اور یہیں سے سندھ منتقل ہوا ہے۔

مولوی غلام حسین کا فارسی نمونۂ کلام

(۱)

سید محمد چراغ شاہ (تقریباً ۱۸۳۸-۱۸۸۷ء) بن حضرت سید محمد شاہ بن سید محمود شاہ، ساکن بوکن ضلع گجرات سلسلۂ نقشبندیہ میں خواجہ محمد خان عالم ساکن باوَلی شریف، تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات سے بیعت رکھتے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت شرف الدین سہروردی المعروف بابا جنگو شاہ ساکن ملہو کھوکھر، ضلع گجرات سے بھی راہ نمائی لیتے رہے۔ ظاہری علوم میں آپ کے اساتذہ میں مولوی غلام مرتضی اور مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی (م۱۸۷۲ء) شامل تھے۔ آپ کے پانچ بیٹوں میں سے ایک مولوی نور اللہ شاہ نور سیال کوٹی (۱۸۶۳-۱۹۴۸ء) مرتب کتاب تحفۂ شیعہ و چشمۂ نور ہیں[۱۴] جن کا ذکر آگے آئے گا۔ ان کی وفات کا قطعہ مولوی غلام حسین نے لکھا تھا جو انہی کی عبارت میں درج کیا جاتاہے:

قصیدہ متضمن تاریخ وفات فاضل کامل الصّفات، جامع الکمالات، صاحب الکرامات، عالم فطین، مفتی متین، اسوۂ علمائے دین، زبدۂ فضلاے محققین، مولانا و سیّدنا جناب مولوی

سید محمد چراغ شاہ صاحب مرحوم مغفور گجراتی ثم سیالکوٹی

از عاصی پُرمعاصی، امیدوار خلاصی از رحمت خالق و مالک کونین، بندۂ غلام حسین عفی عنہ ماجری موضع ساہووالہ، ضلع سیالکوٹ

نیست چو دنیای فانی بہر کس جای قرار — زان نمی بندد در آن دل زیرک و ذی اعتبار
زابتدای دَور آدم تا باین دَم جانِ من — رخت ہستی بست زین دارالفنا چندین ہزار
بین کہ آن جان جہان، فخر اُمم، سالار قوم — مولوی سید چراغ شاہ شیخ نامدار
سیدِ عالی نسب، والا حسب، نیکو سیَر — ہمت و عقلش جوان، بازو چو بخشش استوار

از وجود او مطهرا بوستان اهل بیت　　لوح دیوان سیادت را ز نامش افتخار

فاضل بااتّقا از وارثانِ انبیاء　　مثل او علّامه کم دید چشم روزگار

علم و فن فزون از حدّ اندوخت در عمر قلیل　　در عمل کوشید روز و شب بفضلِ کردگار

بایزیدِ وقت و سحبانِ زمان، لقمانِ دهر　　بود در فضل و هنر محسودِ اهل روزگار

گوهر دُرج سیادت، اختر بُرج شرف　　شاهبازِ اوج رفعت، ماهی موج وقار

واعظِ عُذب البیان، خوش منظر و شیرین بیان　　دشمنِ دینِ دشمنان، اسلامیان را دوستدار

بزم را گرمی ازو بودی **کملح فی الطّعام**　　کرده تیغِ منطقش در بحث کارِ ذوالفقار

از ره دین پروری با شوکت اسکندری　　نورشانِ حیدری بود از جبینش آشکار

در صدق، و اندر معدلت، حلم و حیا و مکرمت　　بود بوبکر و عمر و عثمان علی را یادگار

شمع شبستان هدیٰ، سروِ زبستانِ وفا　　شیر نیستانِ وفا، خورشید گردون وقار

الحق که مردان خدا با این چنین صدق وصفا　　با کیمیا، یا باہما یا اولیا را اعتبار

ناگه از امرِ ذوالمنن مرغ روانش از بدن　　پرید تا باغ عدن تسبیح گویان بی شمار

خویش از خرد بیگانه و بیگانه حیرت آشنا　　شد در زمین و آسمان شور و فغان ہا آشکار

درمیان ماتمش پوشید گردون نیلگون　　کافتاب عالم افروزش نهان شد در غبار

بلبل آشفت و گل از گلزار شد پا در رکاب　　باغبان را گشت چون از باغ خاطر بی قرار

نرگس اندر باغ حیران، لاله را دل باغ باغ　　در فراقش بس که زد سیلی به روی و بر عذار

از شفق خون در چکید و زهره گیسو را برید　　زد طبانچه مه برخ و خون دل گل اشکبار

هم عطارد را قلم بشکست و نیلی شد زحل　　مهر در سوز و گداز و مشتری شد سوگوار

گشت هم چو چشم مجنون بر فلک چشم سها　　لیلی شیرین لبش غلطید چون بر خاک خار

اندرین فیروزمان افتاد این قحط الرجال　　از کجا آن یوسف گم گشته جوید این نزار

نیست در قانون فطرت این مصیبت را علاج　　جز شکیب و صبر اندر درگه پروردگار

گر زراه ناله وصل یار گردد حاصلم　　خون جگر از دیده هم چو جوئبار

از ره الطاف روح راهی ملک بقا　　کن رقیق لجۀ غفران الهی بار بار

آن که حکمش واجب التعمیل آمد بر غلام　　شد طلبگار سن و تاریخ و تعداد و شمار

نوک کلکم زد رقم ”بی او جهانی بی چراغ“　　پس **لَرَضی الحقّ عنه** نیز تاریخش شمار

وا دریغا هر زمان در ذکر مرگ دیگران　　غافل از مرگ خود بی فکر از روزِ شمار

داستان مرگ یاران دم بدم یاد آوریم | داستان مرگ ما روزی کنند اغیار و یار
منزلت دور است و راہت پُر خطر از رہزنان | ہمرہان رفتند و تنہا ماندۂ دیوانہ وار
چشم بگشا ساعتی بر خیز از خواب گران | بر سرت تیغ اجل آہیختہ لیل و نہار
سازو سامان سفر برباد شد عمرعزیز | درباب روزی چند رااکنون کہ داری اقتدار
جان من! جانان من! امروز دست و پا بزن | میدان یقین روز پسین خواہی شدن بی اختیار
شد زمایہ آن کہ در زاد است و امروزش مگر | پاک از لوث گناہ در خاک گورش شد گذار
مال و زر تا در رفیقان تا بگور اعمال تو | ہمرہت ہستند وباقی فضل باید ختم کار
صادق آید قال تو ہر حال تو گر ای غلامؔ | وانکہ ہستی زآستان فضلِ ربّ امیدوار
درعمل می کوش و تائب شو پس آن گہ دان یقین | حضرت احمد شفیعِ تست پیش کردگار

(۲)

سید نظیر حسین بن حکیم سید ظہوراللہ شاہ سیال کوٹی بن سید محمد چراغ شاہ سیال کوٹی کی وفات کا طویل قطعہ مولوی غلام حسین نے لکھا جو بدین الفاظ دستیاب ہے:

تاریخ انتقال

ولید سعید نور العین سید نظیر حسین خلف رشید جناب شاہ صاحب سید ظہور اللہ شاہ جی

ریختۂ کلک شکستگی سلک از بندہ غلام حسین عفی اللہ عن خطایاہٗ

ای دل بپای غور اگر راہ بسپری | از مہر و قہر دہر دگر راہ بگذری
اندر جہان نماند بجز نام عافیت | خود پیشۂ فلک شدہ جور و ستم گری
چون از ید حوادث دوران گریز نیست | آن بہ کہ عمر را بہ صبوری بہ سر بری
در طبع آدمیست کہ محزون ز غم شود | وز مژدہ روی اوست منوّر چو مشتری
لیکن برای ویست مہیّا ہزار غم | یک راحت است چون کہ بہ تحقیق بنگری
نالد قلم چوقصّۂ غم ہا رقم کند | وزحرف التہاب شود نامہ اخگری
دو رنگی زمانہ و نیرنگی سپہر | چاکی بہ سینہ ہا زدہ از کینہ پروری
ہر نازنین کہ مادر ایام زاد وگشت | با کس بسر بزد گہی مہر مادری
جایی فتادہ اند شہیدانِ کربلا | جای جم و سکندر و آن جاہ و سروری
بنگر بہ شرح صدر خزانِ اجل وزید | بر غنچۂ نو رسیدۂ گلزار حیدری
یعنی چراغ بزم سعادت کہ بود زو | صحن جہان منیر چو خورشید خاوری

دُرّ یتیم و گوهر یکتای بی نظیر   جان پدر نظیر حسین صورت پری
چون بلبل چمن زده غلغل پی سخن   طوطی مثال خو گرِ شیر و شکر خوری
بودی گهی به غنچه دهانی شگفته گاه   باریده از دو نرگس باران آذری
گلگون عذار سنبل تر ریخته برو   پیچیده مار بر رخ او زلف عنبری
آن قامتش که بود قیامت برای ما   سرو روان نداشت بدان گونه دلبری
گه ناز و گه نیاز به آن نازکی گهی   مویی به چنگ رنگ دگر جنگ زرگری
در روز پنجشنبه ز رجب که ناگهان   چون برق چُست جَست زآفاق پری؟
وا حسرتا که رفت و بیک لحظه شدبدل   شان سکندریش به خاکِ قلندری؟
رنگ رخش که بر گل سرخ افتخار داشت   بازعفران نمود به صفرت برابری
مُهر سکوت گنج دهن را زدند چُست   چون حقه سخت بسته شد آن حقهٔ دری
تا آشیانِ عرش چنان روح او پرید   گویا نبود روح دران چشم عنصری
افلاک تا به خاک نمودند بس دریغ   ماهی و مرغ و مور و ملک آدم وپری
ازتیر آه مرغ هواشد فگار و ریش   تیغ فغان بریدش حلقوم بامری
حیف آن جلیل قدر به عمر قلیل رفت   بر عرش بر نشست به عزم مسافری
برخاست بانگِ ناله و فریاد سو به سو   بنشست جوش ناز پدر و مهر مادری
می گفت مادرش به فغانِ جگر شگاف   کای نور دیدهٔ ماه شب و مهر خاوری
یک بار گو که نان بده ای مادرم شتاب   بآن شگفتگی وخنده دهانی و دلبری
یک بار گو به ضد که نه من این چنین کنم   نه من آن چنان کنم که زه ره رسم داوری
یک بار گو کلاه وقمیصم بیار زود   طوطی سبز پوش من آه به که آوری
یک بار گو برون پی گلگشت می روم   با همدمان که دَم بزنند آن ز یاوری
یک بار گو مرا که با طفلان همی روم   باهم کنیم لهو و لهب از دلاوری
یک بار گو که می روم ای مادرم کنون   در نهر و بحر و حوض برای شناوری
یک بار گو که کاغذ و کارد، قلم کجاست   لوحم بیار تا که نمایم مصوّری
یک بار آخرش به تکلّم دهن گشای   ای نور شمع بزم خطاب و سخن وری
سوی دگر پدر زده آهی جگر شگاف   کای جان من بیا به چه تشریف می بری؟
بُردی زدیده نور و ز تن زور و از دلم   بردی شکیب و صبر وقرار و تهوّری

ای سرو خوش خرام برمادی؟ خرام	ای طوطیم بریز شکر از لب تری
رشک غزال چشم توزاری من ببین	اکنون اگر نہ بینی کی باز بنگری
ای ایستادہ برسرراہ سفر مگر	بینم رخ کدام ز پیشم چو بگذری
ای آن کہ می روی و نخواہی تو آمدن	بگذار یادگار پی یاد آوری
در ماتمت عروسِ فلک ماتمی لباس	پوشیدہ با ہزار ہزاران تبختری
انموذج مصیبت کرب و بلا ست این	دارد بہ ہول روزِ قیامت برابری
با صد دریغ دست تغابن ہمی زنیم	مانا کہ سود نیست بجز صبر وشاکری
چون قصہٗ فراق ندارد نہایتی	آن بہ دلا کہ دست دعا را بگستری
یا ربّ بروح رہروِ مُلک بقا رسان	از ما دعای مغفرتش روزِ داوری
سال وصال آن گل رعنا غلام گفت	''الحق خزان وزیدہ بگلزار حیدری''

۱ ۲ ۳ ۱

(۴)

۲۶ محرّم ۱۳۲۸ھ کو موضع فنڈر ضلع سیال کوٹ میں اہلسنت وجماعت اور شیعہ علماء کے درمیان اختلافی مسائل پر ایک مناظرہ ہوا۔ اس مناظرے کی رو داد تحفۂ شیعہ و چشمۂ نور مرتبہ مولوی سید محمد نور اللہ شاہ نقوی سیال کوٹی (م ۱۹۴۸ء)، مطبوعہ سیال کوٹ، ۱۹۲۰ء میں موجود ہے۔ مناظرے میں علاوہ دیگر علمائے اہلسنّت و جماعت کے حکیم مولوی غلام حسین ساہو والہ بھی شریک تھے(۱۵)۔ مولوی غلام حسین نے اس مناظرے کے انعقاد کی تاریخ کا قطعہ بھی لکھا جو کتاب کے آخر میں بدین الفاظ درج ہوا ہے:

حسب تعمیل ارشاد واجب الانقیاد سید السادات الطاہرین امام الباحثین...... واعظ بے بدل جناب سید مولوی نوراللہ شاہ سلمہ اللہ ۰۰۰بندہ غلام حسین عفی عنہ ۔

تاریخ این مناظرہ بعجلت تمام و سرعت مالاکلام ارقام پیشکش خاص و عام نمودہ مستغنی سہو و خطا است۔

بتوفیق خداوندِ تبارک	برای مومنان گویم مبارک
بہ فنڈر رافضی سنّی بیک جا	بہ بحث آمد چو شورِ موج دریا
بلا شک اہل سنّت را ظفر شد	گروہ رافضی زیر و زبر شد
مناظر حافظ سلطان عالم	در اقلیم سخن سلطان مسلّم

برای خصم بس سلطان عسس بود　　　محمّد غوث چون فریاد رس بود
کسان گفتار خصمش جان برآمد　　　ہمان ساعت ولی کپتان در آمد
بہ دفع الوقت بعد از چاپلوسی　　　ہزاران منّت و صد دست بوسی
بگفتا گر قبول افتد بگویم　　　برای ختم بحث این چارہ جویم
پس از چندی جوابِ اعتراضات　　　نویسد و فریسم من بہ خدمات
ولیکن باعث آغاز و انجام　　　بود آن شاہ نوراللہ نکو نام
گہی در خدمت مہمان نوازی　　　گہی در بحث کردی چارہ سازی
بہ میدان آمدہ چون رعدغرّید　　　کہ خصمش را دل از ہیبت بلرزید
چو شد آلام از ہاتف ندا شد　　　سنینش ناصر حافظ خدا شد
۷۲　　　۱۳۲۸

مطبوعہ نسخے میں قطعہ سے تخریج اسی طرح ظاہر کی گئی ہے لیکن، یہ کسی طرح بھی اصل تاریخ سے مطابقت نہیں رکھتی۔ (۱۶)

غلام حسین کے ایک ہم عصر

ہمارے ممدوح مولانا غلام حسین کے ایک ہم عصر غلام حسن (۱۲۵۹-۱۳۳۶ھ) نام کے گذرے ہیں۔ ان کا مولد بھی ساہو والا ہے اور چند کتب کے مصنف ہیں۔ چونکہ دونوں کے ناموں میں کچھ شباہت ہے اور دونوں کا وطن اور زمانہ بھی ایک ہی ہے، اس لیے التباس کا احتمال ہے۔ غلام حسن کی کنیت ابو عبداللہ اور والد کا نام حکیم کرم الٰہی ہے۔ (۱۷)

حواشی

۱۔ ملاحظہ ہو: علمائے ساہو والا (سیال کوٹ) کا ایک غیر مطبوعہ تذکرہ، ترتیب و تحشیہ محمد اقبال مجدّدی، پہلی اشاعت: سہ ماہی ''صحیفہ''، مجلس ترقی ادب، لاہور، ادبیات فارسی نمبر، اکتوبر ۱۹۷۱ء؛ دوسری اشاعت: دارالمورخین، لاہور، بلا تاریخ۔ ہمارے پیش نظر یہی اشاعت ہے اور اسی کا حوالہ ''مجدّدی'' مخفف کے ساتھ دیا گیا ہے۔

۲۔ مجدّدی، ص۲۶-۲۷

۳۔ ایضا، ص۵۔۶

۴۔ ایضا، ص۴؛ ترقیمہ شرح مواقف، قلمی، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، شمارہ: ۹۰۲۸

۵۔ مجدّدی، ص۲

۶۔ ایضا، ص۱۶-۱۷، فارسی سے اردو ترجمہ اور قوسین میں اضافات از راقم السطور۔

۷۔ ایضا، ص۱۷-۱۸ (حاشیہ)

۸۔ ایضا، ص۴
۹۔ ایضا، ص۳
۱۰۔ یہ نسخے سید شریف احمد شرافت نوشاہی (۱۹۰۷-۱۹۸۳ء) نے ملاحظہ فرمائے تھے اور ان کے ترقیمے اپنی تصنیف *شریف التواریخ*، جلد۳، حصہ۴، ص۱۴۶-۱۴۸ میں نقل کیے ہیں۔ میاں محمد حسین، سلسلۂ نوشاہیہ میں بیعت رکھتے تھے۔ ان کے مفصل حالات شریف التواریخ جلد۳، حصہ۴، صفحات ۱۴۱ تا ۱۵۰ موجود ہیں۔
۱۱۔ حافظ محمود خان شیرانی (۱۸۸۰-۱۹۴۶ء) نے *پنجاب میں اردو* میں ایک شاعر "غلام قادر جلال پوریہ جلال تخلص" کی ایک اردو غزل بجواب سراج دکنی لکھی ہے اور بتایاہے "اس کا زمانہ معلوم نہیں، لیکن تیرہویں صدی [ہجری] کے نصف اول میں اس کو جگہ دی جاتی ہے"۔ حافظ صاحب نے یہ غزل مولوی محبوب عالم ایڈیٹر *پیسہ اخبار*، لاہور کی کسی بیاض سے نقل کی ہے۔ منقولہ اشعار میں کہیں تخلص "جلال" نظر نہیں آیا، معلوم نہیں شیرانی صاحب نے غلام قادر کا تخلص "جلال" کیوں لکھاہے؟ شیرانی صاحب کے نقل کردہ مقطع سے اس کا تخلص "غلام" متعین ہوتاہے:

نگہ عنایت یار کی کروں کس زبان سے صفت بیاں
کہ کرم سے حالِ غلام پر وہی عین خوش نظری رہی

(*پنجاب میں اردو*، ترتیب و تدوین مع اضافات محمد اکرام چغتائی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۲۸۹-۲۸۸)؛ *پنجاب میں اردو* کے ایک دوسرے مرتّب خورشید احمد خان یوسفی نے غلام قادر جلال پوریہ کے ضمن میں یہ اطلاع دی ہے: "ذخیرۂ شیرانی، مخطوطہ نمبر ۶۵۱ میں جلال کی ایک غزل اور تین زبانوں (فارسی، ہندی، پنجابی) میں ایک ہفت روزہ موجودہے" (*پنجاب میں اردو* (حصّہ اول)، مرتبہ خورشید احمد خان یوسفی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۸ء، ص۳۴۲)۔ گویا انہوں نے بھی اس کا تخلص "جلال" مان لیا ہے۔ خورشید احمد خان یوسفی نے اپنی ایک دوسری تحقیق میں گجرات (پنجاب) کے گرد و نواح میں رہنے والے ایک شاعر تحسیؔن کا اردو کلام ایک قلمی بیاض (ذخیرۂ شیرانی، شمارہ ۱۳۹) سے نقل کیا ہے، یہ کلام بخط شاعر ۱۲۳۶ھ میں نقل ہوا ہے (*پنجاب کے قدیم اردو شعراء*، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۲، ۱۷۵-۱۸۵)۔ شیرانی صاحب نے جس شاعر کو "غلام قادر جلال پوریہ جلال تخلص" قرار دیا ہے، راقم السطور کی رائے میں اس کا تخلّص جلال نہیں بلکہ "غلام" ہے۔ خورشید احمد خان صاحب جس تحسین کا ذکر کیا ہے، اسی کا ذکر زیر بحث ترقیمہ میں ہے۔
۱۲۔ محمد حسین تسبیحی، *فہرست الفبایی نسخہ ہاے خطی کتابخانۂ گنج بخش، مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان از تأسیس تاکنون (۱۳۴۹ھ ش تا ۱۳۸۴ھ ش)* ویرایش دوم، اسلام آباد، ۲۰۰۵ء، صفحات۳۴۹، ۵۰۵۔ اس فہرست میں کاتبوں کے اشاریے میں (ص ۹۷۲) فہرست نویس نے "غلام حسین" نام کے تحت اس کے کتابت کردہ ۲۱ نسخوں کا ذکر کیا ہے جو گنج بخش لائبریری میں موجود ہیں۔ جب تک ان تمام نسخوں کو دیکھ نہ لیا جائے اور ان کا سواد خط ایک دوسرے سے ملا نہ لیا جائے اور غلام حسین ساکن ساہو والا کے سواد خط سے مشابہت کا تعین نہ ہو جائے، یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ ان ۲۱ نسخوں کا کاتب کون سا غلام حسین ہے؟
۱۳۔ نبی بخش خان بلوچ، "ایک قلمی مجموعۂ رسائل (تعارف مشمولات)"، *تحقیق*، شعبۂ اردو، جامعہ سندھ، جام شورو، ۹۹-۱۹۹۸ء، شمارہ مشترکہ ۱۳-۱۲، صفحات ۹۳-۹۷۔ یہاں اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ ڈاکٹر بلوچ نے اپنا ذخیرۂ مخطوطات سندھ آرکائیوز، کراچی کو دے دیا ہے۔ اس کے عربی، فارسی مخطوطات کی جو فہرست خضر نوشاہی صاحب نے تیار کی ہے اور پہلے *تحقیق* کے محولہ بالا شمارہ (صفحات۸۳۷-۹۲۸) میں اور بعد میں کتابی صورت میں "فہرست دست

نولیس ھای عربی و فارسی مجموعہ ی دکتر نبی بخش خان بلوچ'' کے نام سے تہران سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی، اس میں غلام حسین کے کتابت کردہ اس مجموعے کا تعارف نہیں ہے۔

۱۴۔ سید محمد عبداللہ قادری، ''سید نور محمد قادری مدظلہ العالی ضلع گجرات''، ماہ نامہ ضیائے حرم، لاہور، اکتوبر۱۹۹۳ء، ص۹۳

۱۵۔ تحفۂ شیعہ و چشمۂ نور مرتبہ مولوی سید محمد نور اللہ شاہ نقوی سیال کوٹی، مطبوعہ سیال کوٹ، ۱۹۲۰ء، صفحات ۱۶،۲

۱۶۔ مضمون کے دوسرے حصے میں درج مولوی غلام حسین کا تمام فارسی کلام ہمیں محترم سید محمد عبداللہ شاہ قادری بن سید نور محمد قادری (۱۹۲۵-۱۹۹۶ء) بن حافظ سید محمد عبداللہ شاہ (مئی ۱۹۲۵-نومبر۱۹۹۶ء) بن سید محمد چراغ شاہ مذکور، متوطن چک ۱۵ شمالی، ضلع منڈی بہاء الدین حال مقیم واہ چھاؤنی سے دستیاب ہوا جوان کے والد سید نور محمد قادری مرحوم نے نقل کیا ہے اور ان کے آبائی کتب خانے چک ۱۵ شمالی، میں موجود ہے۔ اس قادری خاندان سے راقم السطور کی بھی ایک نسبت ہے۔ سید نور محمد قادری کے بھائی محترم سید خلیل احمد شاہ، خدا ان کی عمر دراز فرمائے، جن دنوں پبلک [اب گورنمنٹ] ہائی سکول پنڈی کالو، ضلع منڈ ی بہاء الدین میں صدر مدرّس تھے، میں ۱۹۶۷ تا ۱۹۷۰ء وہاں ان کا شاگرد رہا ہوں۔ ان کے تفصیلی حالات فروغ دانش: گورنمنٹ پبلک ہائی سکول پنڈی کالوضلع منڈی بہاء الدین کی تاریخ (1963-2000) ، تصنیف حکیم سید شفیق الرحمان نوشاہی، ادارۂ معارف نوشاہیہ، ساہن پال شریف، ضلع منڈی بہاء الدین، ۲۰۰۰ء، صفحات ۹۰-۹۵ میں درج ہیں۔

۱۷۔ ابو عبداللہ غلام حسن کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو: اختر راہی، تذکرۂ علمائے پنجاب، لاہور، ۱۹۸۰، جلد اول، صفحات ۴۲۳-۴۲۴۔

۱۔شرح مواقف نسخۂ دانشگاہ پنجاب ،لاہور،۹۰۲۸ کا ترقیمہ جس میں کاتب نے اپنا شجرۂ نسب لکھا ہے۔

۲۔ رسالۂ قوانین صرف فارسی از عبدالواسع ہانسوی، نسخۂ دانشگاہ پنجاب، لاہور، ۹۰۴۷ کا پہلا صفحہ کاتب کی مواہیر اور حواشی کے ساتھ۔

۳۔ اوپر: تازیانۂ غفلت از مولوی غلام غوث غلامی کا ترقیمہ، نسخۂ دانشگاہ پنجاب، لاہور ،۹۲۴۱

۴۔ نیچے: حاشیہ شرح عقائد نسفی، ظہریہ پر کاتب کی تحریر اور مہر، نسخۂ دانشگاہ پنجاب، لاہور، ۹۰۶۱